خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 6

Track 1

Time 01:44:23

مقام حیرت کے ١٦سال صرف تین چیزوں پر قابو پانے سے آدمی روحانی ہوسکتا ہے

بسم اللہ ...

حاضرین مجلس خواتین و حضرات مرا قبہ ہال کے انچارج صاحبان عظیمیہ رو
حانی لا ئبریوں کے لا ئبرئین پا کستان اور بررونی پا کستان سے آنے والے مہمان
گرامی محترم دوست عزیزان گر می قدر آپ کا یہ محکوم اجتماع اس مکت کے
ساتھ آپ کا مر کزی مرا قبہ ہال میں قیام دور دراز سے سفر کی صورت بر داش
کر کے اللہ کے نام پر اور اللہ کے عرفان کی تلاش میں یہاں آنا یہ سب میرے لئے
با عث افتخار ہے باعث عزت ہے اور قابل تش کو ہے سلسلہ عالیہ عظیمیہ کی
جو بنیا د رکھی گئی اور حضور قلندرا بابااولیا ء نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں سلسلہ
چلا نا ہے جس وقت حضور قلندرا بابااولیا ء نے یہ بات فرمائی میرے ذہن میں
اس وقت سلسلے کے بارے میں صرف اتنا تھا کہ سلسلے کے سربراہ بس اتنا
ضروری ہے کہ وہ دستار اور گدی سے واقف ہو اونچی جگہ بیٹھنے والا بندہ ہو
اس کے آگے پیچھے بہت سارے لوگ ہوں جو لوگ سامنے ہوں جو لوگ سامنے ہوں
وہ سر جھکے ہو ئے ہیں اور جو لوگ بیٹھے ہو ئے ہوں ان کے اندر اتنی جرت نہ
ہو کہ وہ آنکھ اٹھا کر مر شد کے چہرے کو دیکھ سیکھیمرشد کی ضرورت میں
مریدین کا کو ئی حق نہ ہو مقصد یہ ہے کہ میرے ذہن میں سلسلے کے بڑوں کے
لئے ایک معاورایت ہستی کا تصور تھا یہ بات بالکل یہ نہیں تھی کہ مر شد کا
مطلب یہ ہو تا ہے کہ اس کے اندر بی کچھ ہو تا ہے اور یہ اس لئے بات ذہن
میں نہیں تھی کہ زندگی میں کبھی یہ سنا ہی نہیں تھاکہ انسان کی اصل زندگی
تو با طنی زندگی ہے اور یہ ظاہرہ زندگی تو سب مفروضہ فکشن کا نام ہے ۔
میں نے یہ سب کچھ سوچ کر حضور کے سامنے پیش کیا کہ صاحب آپ نے ایسی
عجیب بات فرمائی ہے کہ جس کا تصور بھی میرے ذہن میں نہیں بنتا اس لئے کہ
اگر روحانی استادکے لئے یہ ضروری ہے ہمیں اچھا مقریر ہوں تو تقریر مجھے
نہیں آتی اگر مر شد کے لئے ضروری ہے اس کی معلومات عام لوگوں کی
معلومات سے زیادہ ہو تو میں نے تو کبھی اسکول کے اندر قدم ہی نہیں رکھا با
ہر سے بہت اسکول دیکھیں ہیں لیکن اندر کبھی قدم ہی نہیں رکھا مر شد کا
مطلب یہ ہے کہ اگر اس کے اندر روح کی با لید گی ہو اس کو روحانی پر واز

حاصل ہو تو میننے تو کبھی یہ بات سنی بھی نہیں ہے روح بھی کبھی پر واز کر
تی ہے جس ما حول میں میں پیدا ہو ا جس ماحول میں میں نے نشو ونما پا ئی
وہاں پر روح کا کو ئی تصور ہی نہیں ہے یہ تسلیم ہی نہیں کیا جا تا کہ مادی
جسم کے علاوہ کو ئی اور جسم ہے میں نے اپنے ٹوٹے پو ٹے الفا ظ میں حضور کی
خدمت میں عرض معروضات پیش کی تو حضور نے فرمایا کہ بھئی بات یہ ہے
جب اللہ تعالیٰ کسی کو نوازنا چا ہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ کس
آدمی میں کیا صلاحیت ہے کس آدمی کے اندر کتنی ساکت ہے ہکو ئی آدمی کتنا
کام کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ کا ایک اپنا معزاج ہے ہاور وہ یہ ہے کہ جب اللہ
تعالیٰ کسی کو نوازتے ہیں تو نوازش اور اکرامات کا یہ حصہ ہے کہ اس بندے کے
اندر آج خود تمام صلاحتیں پیداہو جا تی ہیں وہ اگر گھونگا ہے تو بو لنے لگتا ہے
بہرا ہے رو اسننے لگتا ہے اس کے اندر قوت پر واز نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اسے
مال وپر دے دیتا ہے وہ اگر بد صورت ہے تو لوگوں کو خوبصورت نظر آتا ہے اگر
اس کا تکلم اچھا نہیں ہے وہ اگر بدصورت ہے تو لوگوں کو خوبصورت نظر آتا
ہے اگر اس کا تکلم اچھا نہیں ہے تو اس تکلم میں ایسی شری ااور حلا وت اللہ
تعالیٰ داخل کر دیتا ہے کہ سننے والے اس کی تکلم کاانتظار کر تے ہیں اس کے کہ
لوگ نا چا ہتے ہو ئے بھی ایسے سنتے ہیں اس کے چہرے پر ایک ایسی انوارو
تجلیات کی چادر تن جا تی ہے کہ لوگ چہرے کو تکتے رہتے ہیں سمجھ میں ہی
نہیں آتا کہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے معاملات ہیں آپ کو یہ نہیں
سو چنا چا ہئے آپ کا کام صرف اتنا ہے اللہ تعالیٰ نے کیوں کہ انتخاب کر لیا ہے
اس لئے آپ را ضی بر زہو جا ئیں راضی بر زہ ہو کر خود کومر شدکے سپر د کر
دیا مر شد نے توجہ سے تصاروف سے گفتگو سے تر بیت سے اب تر بیت کا محور
یہ ٹہرا تو صدیو ں پرا نی جو خاندانی روایا ت ہیں ان روایات کو ختم کر کے نئی
روایات نیا ٹٹریشن میں زندگی گزریں او ر وہ نئی روایات کیا ہے وہ نظر آتی ہیں
نئی روایات لیکن اصل میں اصلی روایات وہی ہیں کہ انسان جو بی کچھ جو بھی
کرے وہ اللہ کے لئے ہو اس میں اپنی ذات کو عمل داخل نہ ہو اس بنیاد پرطرزیں
شروع ہو ئی ظاہر ہے صدیوں پرا نے شعور اس بات کو کیسے بر داش کر لیتا
صدیوں پرا نی روایات جو انسازندگی وہ روایات کے بیچ لڑا ئی شروع ہو گئی
شعور میں اور پرو مر شد کی طرز فکر میں بہت لڑا ئی ہو ئی بہت تکلیف بھی
ہو ئی بہت زیادہ مزاحمت بھی کی گئی مزاحمت جب بڑھ گئی تکلیف اتنی زیادہ
ہو گئی کہ احسا س تکلیف ختم ہو گیا تو ایک دب بیٹھ کرر سامنے فرمایا کہ
زندگی گزار نے کے دو خوش رہو خوش رہنے کے بھی دو طریقے ہیں ہکچھ بنے کے
بھی دو طریقے ہیں ،کسی سے کچھ حاصل کر نے کے بھی دو طریقے ہیں اور
کسی کو کچھ دینے بھی دو طریقے ہیں اور وہ دو طریقے یہ ہے انسان کے اندر
اتنی صلاحیت ہو کہ وہ دو سروں سے اپنی بات منوا سکے ،انسان کے اندر یہ
صلاحیت ہو وہ دو سروں کو اپنا ہم ذہن بنا دسکے ،انسان کے اندر یہ صلاحیت
ہو وہ صدیوں پرانی روایاتیں کو سینے سے لگا کر ان روایات کا تحفظ کر

سکیں ،ان روایات کوجار ی و ساری رکھنے کے لئے ساریء دنیا سے مقابلے کر
سکیں ایک تو یہ طریقہ اس طریقے کو دنیا والے

Independent

دنیا کہتے ہیخود مختار زندگی کہتے ہیں یعنی جو آپ چا ہتے ہیں وہ دوسروسے
منوایا جا ئے جو آً خود ہیںو ہ دوسروں کو بنا دیں دوسرا طریوہ یہ ہے۔ آپ اپنی
نفی کر دیں یعنی

Independent

زندگی کو داگے مفاد ہ کر

Dependent

ہوں دوسرو ں کے اوپرخود کو چھوڑنا آپ کی جو ساخت ہے آپ کی جو تکلیف ہے
اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس فطرت سے پیدا کیا ہے وہ فطر ت

Independent

نہیں ہے آپ کی ساخت ہی اس بنیاد پر ہو ئی کہ آپ

Dependent

ہوکر زندگی گزاریں لہذا ضروری ہے کہ

Independent

خود مختار زندگی سے اور اپنے اپ کو میرے سپرد کر دیں آپ کے اندر یہ صلاحیت
نہیں ہے

آپ کسی کو اپنا بنا لیں آپ کے اندر یہ صلاحیت بہ حد تک موجود ہے آپ دوسرے
کے بن جا ئیں بات اتنی گہری تھی ہے جیکے کہ آپ لوگ محسوس کر رہے ہونگے
اب تک سمجھ میں نہیں آیا کیا بات ہو ئی اپنے آپ کو کیسے دوسروں کے سپر د
کر دیں اپنی انا کو اپنی ذات کو کس طرح ختم کر دیا جا ئے برحال میں نے
غوروفکر کیا اوراللہ سے دعا کی اللہ تعالیٰ یہ خود مختار زندگی سے مجھے نجا ت
عطا فرما دے اور پا بند زندگی

Dependent

زندگی ہمیں عطا کر دے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اس کے
بھروسے سے میری سمجھ میں آگئی جب مر شد اپنا ہیے جب یہ بات تسلیم ہے
کہ مر شد ہی نے سب کو بتا نا ہے تو یہ بات بھی سامنے ہے کہ مجھے تو یہ علم
آتا ہی نہیں یہ بھی پتا نہیں ہے میں کہاں سے آیا ہوں یہ بھی پتا نہیں مجھے
کہاںجانا ہے اس کا بھی سو راخ نہیں ملتا تو پھر یہ زندگی فی واقع کیا ہے

مفروضہ ہے فکشن ہے کیا ہے ؟بر حال میں نے یہ بات طے کر لی مجھے اب Independent

زندگی نہیں گزارنی جو کچھ کہا جا ئے گا وہ ہو جا ئے گا بات سمجھ میں آئے یا نہ آئے سلسلہ تر بیت شروع ہو گیا ایسی ایسی با تیں سامنے آئیں جن با تون کو شعور نے قبول کر نے سے انکار کیا نہ صرف انکا ر کیا با لکل شعور پر ایسی ضرب پڑی کہ انسان اس تکلیف کااجراک تو کرسکتا ہے لیکن الفاظ میں بیا ن نہیں کر سکتا کئی مر تبہ ایسا ہو تا تھا ایک ذہن کے اندر لڑا ئی ہو تی تھی حضور نے یہ فرمایا شعور کہتا ہے یہ بات کو بڑی مطلق ہے اس کا نہ شعور سے تعلق ہے ،اس بات کو نہ کو ئی دنیا داری سے تعلق ہے ،نہ کو ئی قاعدہ ضابطہ یہ بتا تا ہے کہ یہ صیحح غلط کا تجھے پتا ہی نہیں کیسے فیصلہ کیا جا ئے کہ تو صیحح ہے غلط ہے لہذا کچھ پتا ہی نہیںتو مر شد کا کہنا صیحح ہے اس مزاحمت میں ا س لڑائی میں بہت مر تبہ ایسا ہوا کہ میرے کندھوں پر وزن پڑ گیا اور وزن کا احساس چنوں کے حساب سے کئی ٹن وزن کندھوں پر رکھا اور اس وزن سے میں گھر جا تا تھا اور اس وزن کا اتنابوجھ ہوتا تھا اتنا بو جھ ہو تا تھا اس کا وزن اتنا زیادہ ہو تا تھا کہ میں کھڑے کھڑے بیٹھ جا تا تھا اور با وجود ہمت اور کو شش کے کھڑا نہیں ہو تاتھا مجھے فزیکلی محسوس ہوتا تھا کندھو ں پر زیادہی وزن کئی مر تبہ ایسا ہو تا تھا ایک بات انہوں نے فرما ئی آسمان کی اور شعور نے زمینی حواس سے جو سمجھنا چا ہا تو اس میں بھی شعوری مزاحمت اتنی زیادہ ہوجا تی تھی خود خوشی کا دل چا ہتا تھا ،کپڑے پھا ڑنے کو دل چا ہتا تھا، کبھی کبھی تو یہ دل چا ہتا تھا کہیں چھلانک لگا لوں چت کے اوپر سے کبھی دل چا ہتا تھاسمندر میں کھود جا ئوں یعنی کسی قسم کبھی بیزاری اذیت تکلیف کہ جس کے بارے میں کوئی کسی سے کو ئی تذکرہ بھی نہیں جا سکتا تھا اس لئے کہ کو ئی ہم راز ہی نہیں تھا اب اگر پرو مر شد سے اس کیفیت کا تذکر ہ کیا جا تا ہے ہتو یہ بات تو ظا ہر تھی ان ہی کی وجہ سے سب کچھ ہو رہا تھا تو یہ سلسلہ آہستہ آہستہ بڑھتا رہا اذیت اور تکلیف کے احساس سے شعور فکر ہو تا رہا کبھی کھا نے کی تکلیف کبھی پہننے کی تکلیف کبھی نیند نہ آنے کی تکلیف ،کبھی منفی خیا لات کا دبائو ،کبھی شیطانی وسوسوںکا دور ،کبھی رحمان غالب آجا تا تھا کبھی شیطان غالب آجا تا تھایہ سلسلہ دس سال ایک دس سالہ زندگی میںخوشی اور غم دو نوں متوازی ہو تے ہیں کسی کے بغیر غم نہیں ہو تا کسی کے بغیر خوشی نہیں ہو تی لیکن دس سالوں میں ممکن ہے کہ دس ہفتے گزریں ہو نگے با قی سب اذیت ہی ہو گی یہ بات سب جا نتے ہیں جب کو ئی آدمی اذیت سے گزرتا ہے اذیت کا دور خوشی کے دور میں نہ وہ بیان کر سکتا ہے نہ وہ نہ وہ تا ثر قائم ہو تا ہے ایک آدمی اگر پر یشان ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پر یشانی دور کر دی تو جب وہ پر یشانی دور ہو جا تی ہے تو اسے پر یشانی بیان تو کر تا ہے لفظوں میں لیکن اس پر یشانی کا کو ئی تا ثر قائم نہیں ہو تا دس سال یہ معاملہ ایسی طرح چلتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کے انعام

سیدنا حضور علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خصوصی توجہ اور نسبت سے ایجاد ہو
گیا اس دس سال کے بعد ذہن کی استاد یہ بنی کہ جو کچھ کہا جا تا تھا بس
وہی سب کچھ تھا اور جو کچھ نہیں کہا جا اتا تھا وہ کچھ نہیں تھا ذہن کے اندر
کو ئی خیال ہی نہیںآتا تھا ایسا لگتا تھا ذہن معائوف ہو گیا ہے جو بات جتنی کہہ
دی بس اتنی سمجھ میں آگئی نہ لفظوں کا کو ئی مفہوم ذہن میں آتا ہے نہ کو
ئی معنی سمجھ میں آتے ہیں نہ اس کے پیچھے کسی حکمت کا پتا چلتا ہے انہوں
نے کہا صاحب ایک لو ٹا ہے بس ایک لو ٹا ہے کیا لو ٹا ہے یہ کچھ نہیں تو تر بیت
کا یہ سلسلہ چلتا رہا چلتا رہا اور سولہ سال تک یہ سلسلہ رہا دس سال
تواذیت کا سلسلہ قائم رہااور چھ سال اس اذیت کو بھولنے کا سلسلہ قائم رہا
سولہ سال کے عرصے میں ذہن کی رفتار بھی بڑھی استاد تر بیت میں بھی تبدیلی
آئی اور تبدیلی یہ آئی یہاں کچھ بھی ہے جو بھی کچھ ہے وہ اللہ ہے اللہ چا ہتا
ہے بندہ پیدا ہو جا تا ہے ،اللہ چا ہتا ہے وہ بندہ جوان ہو جا تا ہے اور اللہ چا
ہتا ہے وہ بندہ اس دنیا سے رخصت ہو جا تا ہے پیدا ہوا جوان ہوا بو ڑھا ہوا مر
گیا پو ری یہی کائنات ہے زندگی کی جب پیدا ہوا کچھ ساتھ نہیں تھاجب مرعا
کچھ ساتھ نہیں لے گیا محلات بنائے ،کارخانے لگا ئے ،دو کان کی روز گار کے حصول
میں جدو جہد کی دنیا بھی خراب کی 'آخرت بھی خراب کیاچھا آیا تھا برا چلا گیا
یہ بات سولہ سال بعد ذہن میں تو سب کے آتی ہے سب جا نتے ہیں کہ کو ئی
آدمی یہاں نہ کچھ لیکر آتا ہے نہ کچھ لیکر جا تا ہے ہر آدمی یہ جا نتا ہے لیکن
اس بات کا یقین آدمی کے اندر پیدا نہییں یقین پیدا ہو نے کے لئے آدمی یہاں کچھ
لیکر نہیں آتا اور کچھ لیکر نہیں جا تا اس یقین کو مستحکم ہو نے کے لئے سولہ
سال کی زندگی لگے گی اور وہ سولہ سال کی زندگی انفرادی زندگی نہیں ہے ہ
مرشد کی قربت کی زندگی ہے شب روز مرشد کے ساتھ قربت رہی یہ بات
سمجھ میں آئی کہ بھئی سچی با ت یہ ہے کہ انسان نہ پیدا ہو نے پر با اختیار ہے
پتا ہی نہیں با اختیار تو جب ہو جب اس کو پتا ہو اسے پیداہونا ہے کہاں پیدا
ہونا ہیاسے علم ہی نہیں ہے کہ سید کے یہاں پیدا ہو نا ہے ،پٹھان کے یہا ں پیدا
ہونا ہے،جاپان کے یہا ں پیدا ہونا ہے،امریکہ میں پیدا ہونا ہے،پاکستان میں پیدا
ہونا ہے،یا نہیں پیدا ہو نا پتا ہی نہیں ہے ۔جب اس بات کا علم ہی نہیں ہے
کہاں پیدا ہو نا ہے تو با اختیار ہو نا الگ بات ہے سوال ہی پیدا نہیں ہو تا آپ
پیدا ہوگئے جہاں اللہ نے چا ہاچمار کے یہاں چاہا چمار کے یہاں پیدا ہو
گئے ،بادشاہ کے یہاں چاہابادشاہ کے یہاں پیدا ہو گئے ،چپٹی ناک سے پیدا کر دیا
آپ چپٹی ناک سے پیدا ہو گئے، کھڑی ناک سے پیداہو گئے اللہ تو بہت بڑا ہے آپ
کو قوتا رنگ آپ کا کا لا ہو اللہ نے پیدا کیا کالا بنا دیا تو آپ کا لے پیدا ہو
گئے ،گورے بنا دیا تو آپ گورے پیدا ہو گئے آپ جتنا بھی غور کریں گے آپ کو یہ
جواب ملے گا کہ پیدا ہو نے پر کو ئی شخص کو ئی فرد کسی بھی طرح با اختیار
نہیں اب پیدا ہو گیا بے اختیار بندہ بے اختیار آدمی پیا ہو گیا اب اس کو اس بات
کا اختیار نہیں ہے وہ پیدا ہو نے کے بعد جوان ہو جا ئے اگر پیدا ہو نے کے بعد سال

میں دو سال میں اس پر موت وارد ہو گئی جوانی کو تصور ہی نہیں ہوا آپ نے
دیکھا ہو گا جوانی میں لوگ مر جا تے ہیں ،جوان ہو نے کے بعد بھی مر جا تے ہیں
،بو ڑھا پا آنے سے مر جا تے ہیں اور بوڑھا پا آنے کے بعدبھی نہیں مر تے تو اس
کامطلب یہ نکلا آپ کو جس طرح پیدا ہو نے پر اختیار حاصل نہیں ہے تو اسی
طرح مر نے پر بھی آپ کو کو ئی اختیار نہیں ہے یعنی زندہ رہنے پر بھی کو ئی
اختیار حاصل نہیں ہے جب آپ کی موت آئے گی آپ مر جا ئیں گے حضور قلندر
بابااولیا ء ارشاد فرمایا کر تے تھے کہ انسان عجیب بے قوف ہے موت سے ڈرتا ہے
اور موت ہی انسان کی سب سے بڑی محافظ ہے مستقرون ومتاعیون الا حین ...
اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر کر دیا ہے زمین پر رہنے کے لئے موت مر نے نہیں
دیتی جب تک وقت کا تعین پو را نہیں ہو جا تا ملک الموت کی جہاں یہ ڈیوٹی ہے
وہ روح قبض کر ے ملک الموت کی یہ بھی ڈیوٹی ہے کہ وقت معین سے پہلے
کسی آدمی کودنیا سے با ہر نہیں جا نے دیتی اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان کی
سب سے بڑی محافظ روح ہے اورانسان اس سب سے بڑی محافظ سے ڈرتا ہے
ہر آدمی موت سے ڈرتا ہے حالانکہ موت سے آپ ڈرییا نہ ڈرییاگر اس کا وقت
نہیں ہے تو آپ مر نہیسکتے اگر وقت آگیا ہے تو آپ رک نہیں سکتے ایک ایسی
حقیقت ہے دنیا کا کو ئی ایک فرد انکار نہیں کر سکتا لیکن اس کے با وجود سب
جا نتے ہیں وقت مقررہ تک یہاں رہنا ہے اور وقت مقررہ کے بعد یہاں سے جا نا
ہے لیکن سب موت سے ڈرتے ہیں آپ اگر خیال فرمائیں تو حضور نے فرمایا کہ

زندگی گزارنے کے دو طریقے ہے

Independent

زندگی گزرنا ہے ایک

Dependent

زندگی گزارنا ہے

Dependent

زندگی کا مطلب یہ ہے

جب آپ کو یہ اختیار ہی نہیں آپ پیدا ہو جا ئیں تو بھئی اپنی پیدا ئش کا مسئلہ
جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جیسے کیوں چھوڑ دیں جب آپ کو اس بات
کا علم ہی نہیں ہے کہ میری عمر کتنی ہے دو سال ہے ،اسی سال ہے ،نوے سال
ہے سو سال ہے تو کیا ڈرنا کیا حساب لگا نا بھئی اللہ تعا لیٰ نے بھیج دیا آگئے جب
بلالیا چلے جا ئیں گے ۔

Dependent

اور

Independent

زندگی یہ دو ایسے رخ ہیں زندگی

Dependent

گزارے گا اللہ تک رسیدہ وہی بندے ہو تے ہیں جو

Dependent

ہو تے ہیں اب اللہ کو تو کسی نے دیکھا نہیں اب اللہ کے روپ میں یا اللہ کے
صفا ت

میں مظاہراتی خدو خال میں مر شد کی ذات ہے اگر اللہ کی رسائی حاصل کر
نی ہے تو اس دنیا کے بعد دو سری دنیائوں میں داخل ہو نا ہے اس لئے ضروری
ہے

Independent

جو ذہن ہے اس کو کھولنا ہے اور وہ خود کو مرشد کی ذات سے وابسطہ کردیں
مر شد کے ساتھ با لکل

Dependent

رہے یہ ہ

Dependent

ہو نے کا عمل یا اس کی پر یکٹس یا اس میں یقین کا درجہ حاصل کر نے کے لئے
سولہ سال کا وقفہ لگتا ہے اور یہ سولہ سال کے وقفے میں ایک ہی بات سامنے
رہی کہ کس طرح بندے اپنے آپ کو مر شد کے نام پر فنا کر دیتا ہے رو حا نیت کا
یہ اصلی حصول ہے کہ مر شد کی ذات میں اگر فنا ئیت نہیں ہو گئی مر یدمیتو
مر شدکی طرز فکر نہیں ہو گی اس لئے کہ مر شد کی طرز فکر اگر دودھ کی
طرح ہے اگر گلاب کی طرح ہے تو دودھ کے لئے بھی گر فت چا ہئے پیا لے چا
ہئے اگر مر شد کی ذات یہ ایک طرز فکر ہے تو اس طرز فکر کے لئے بھی ایک

pattern

چا ہئے پہلے سے ہی ایک

pattern

بنا ہواہے پہلے سے ہی پیا لہ بھرا ہو اہے ایک پیا لہ میں مساوات زندگی کی
جمع ہے اس پیا لہ میں آپ گلا ب کیسے ڈال سکتے ہیں ااس پیا لہ میں دودھ
کیسے اوندھیر سکتے ہیں ضروری ہے کہ پہلے ا س پیا لہ کو خالی کیا جا ئے پھر
اس پیا لہ کو مانجھ کر صاف کر کے کلا ئی کیا جا ئے اور اس کے بعد آپ اس میں
دودھ ڈال دیں شہد ڈال دیں یا پانی ڈال دیں یہ آپ کی مر ضی ہے روحانیت کا
اصول جو مجھے مرشد کریم قلندر بابااولیا ء نے بتا یا یہ فرمایا روحانیت نے
سیکھنے سے آتی ہے نہ سیکھا نے سے آتی ہے روحانی علوم ا ب ت کی طرح نہیں
پڑھا ئے جا تے رو حانی علوم سیکھنے کے لئے قلم اور تختی کی ضرورت پیش نہیں
آتی روحانی علوم سیکھنے کے لئے ابھی کوئی قاعدہ مر اتب نہیں ہوا کوئی کتاب
نہیبنی یہ جو آپ کتا بیں پڑھتے ہیں اولیا ء اللہ کے واقعات ہیں ،اولیا ء اللہ نے
تصوف پر بہت کچھ لکھا یہ دراصل اس بات کی کو شش ہے آپ

Independent

ذہن کو

Dependent

ذہن میں تبدیل کر دیں یہ ایک

رہنمائی ہو تی ہے اس سے کتا بیں پڑھنے سے رو حانیت نہیں ملتی ہکتا بیں سے
آپ کے اندر وہ طرز فکر پیدا ہو جاتی ہے ہجس طرز فکر کی موجودگی میں آپ
کے اندر ایسا

Pattern

بن جا تا ہے کہ جس میں روحانی علوم اندھیرے جا تے ہیں ہماری صور ت یہ ہے
کہ ہم نے چار لفظ پڑھ لئے پہلے تو روحانیت کے بارے میں پوری جان کا ری لے
لیاب حضور قلندر بابااولیاء کے ایجاز سے روحانی علوم کھولنے شروع ہو ئے اب یہ
پتا چل گیا عرش ہے کر سی ہے ایجاب عظمت ہے ایجاب محمود ہے سیرت
ممتی ہے بیت المعمور ہے ،کہکہشانی بے شمارنظام ہے ،بے شمار دنیا یاں ہیں
بے شمار سورج ہیں،بے شمار چاند ہیں الگ الگ سیارے میں کہی ٹرانسپرٹ ہے
کہی چھوٹا ہے کہی موٹا ہے ہجس کو ہم کہتے ہیں صاحب بڑی روحانیت ہم نے
سیکھی روحانیت کا مطلب صرف یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پو ری پو ری
طرح اس طرح تعلق قائم کر لیں آپ کی اپنی سوچ اپنی نہ رہے آپ کی سوچ
اللہ کی سوچ بن جا ئے اور اس کو قرآن پا ک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
ورسقون فی ...جب لوگوں کے اندر الہی صفات کے منتقلی کا پٹرن بن جا تا ہے
اور اللہ کی طرز فکر ان کے اندر مستحکم ہو جا تی ہے یعنی اپنی ذات کی نفی
کر کے انسان کے اندر اللہ کے علاوہ کچھ نہیں رہتا استحقام اس کوہو تا ہے

یقلون ...ایسے لوگ کہتے ہیں امنا ...یہ بات ہم نے مشا ہدے کر لی ہے اس بات
پر یقین کا درجہ حاصل کر لیا ہے یقلون...کہ یہاں رب کے علاوہ کچھ نہیں ہے
خیال آرہا ہے وہ بھی رب کے علاوہ کچھ نہیں ہے ،بھوک اگر لگ رہی وہ بھی
رب کی طرف سے لگ رہی ہے ،پیاس اگر لگ رہی تو پیاس کا تقاضہ بھی اللہ
کی طرف سے آرہا ہے ،انسان کے اندر اگر حرکت ہے وہ بھی رب کی طرز سے
ہے انسان کی اگر وریدوں اور شریانوں میں خون اگر دوڑ کر رہا ہے وہ بھی رب
کی طرف سے ہے اگر انسان کی وریدوں اور شریانوں میں خون دوڑ نابندہو
گیاہے وہ بھی رب کی طرف سے ہے،دنیا کی کوئی مشین کو ئی طا قت اہ دفعہ
اگر آدمی مر جا ئے تو راگوں میں وریدوں میں شریانوں میںخون نہیں دوڑا سکتا
انسان کی پیدائش رب کی طرف سے ہے ، انسان کی موت رب کی طرف سے
ہے ،یہ پتا ہی نہیں ہے انسان کو انسان ہے کیا اسے تو یہ بھی علم نہیں ہے
انسان جب زمین پر چلتا ہے پھرتا ہے سوچتا ہے کہاں سے سوچتا ہے کہاسے اس
کو فیلنگ مل رہی ہے کو ن سی وہ بر قی رو ہے جس بر قی رو کی بنیاد پر وہ
دوڑ بھی رہا ہے چل بھی رہا ہے سو بھی رہا ہے جا گ بھی رہا ہے شا دی بھی
کر رہا ہے بچے بھی ہو رہے ہیں اور ب وہ بر قی رو کسی انسان سے رشتہ توڑ
لیتی ہے وہ فنا ئیت کے ایسے درجے میں داخل ہو جا تا ہے نہ اسے بھوک لگتی ہے
نہ اسے پیا س لگتی ہے ،نہ اس کے اندر کو ئی تقاضہ ابھر تا ہے پھر کیسے کو ئی
انسان کہہ سکتا ہے کہ اس کی زندگی میاس کا کو ئی ذاتی اختیار نہیں ہو تا
اگر انسان کے اندر اس کا کو ئی ذاتی اختیار کاکہ کر تا ہانسان جس طرح ا س
دنیا سے محبت کر تا ہے دنیا کی چپک انسان کو جس طرح اس دنیا میں ذلیل و
خوار کرتی پھرتی ہے اور انسان مر نا تو بعد کی بات ہے مر نے کا تصور ہی نہیں
کر سکتا کو ئی انسان کبھی بیمار نہیں ہو تا کو ئی انسان کبھی لا غر نہ ہو تا کو
ئی انسان کبھی بو ڑھا نہیں ہو تا کسی انسان کا بچہ نہ مر تا کسی انسان کی
ماں نہیں مرتی کسی انسان کا باپ نہیں مر تا کو ئی انسان معزور نہ ہو تا آپ
جب اپنی زندگی کاتجزیہ کر یں گے تو حضور قلندر باباولیا ء کے ارشاد کے مطا
بق کو ئی ایک آدمی اپنے ایک عمل کے

Independent

نہیں ہے اس لئے خیال آئے گا تو آپ کچھ کا م کر یں گے وہ خیال شیطانی
وسوسے سے متعلق ہو، وہ خیال رحمانی طرز فکر سے متعلق ہو یہاں ما شا اللہ
سب پڑھے لکھے لو گ موجودہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے مسلسل پینتیس
سال کی جدو جہداور کو کو شش سے آنکھیں کھول گئی اور یہ بات سمجھ میں
آجا تی ہیں اتنے بڑے ہجوم میں کیا کو ئی ایک آدمی اس بات کااظہا ر کر سکتا
ہے کہ زندگی کا کو ئی عمل خیال آئے بغیر کیا جا سکتا ہے کو ئی ایک عمل اگر
کیا جا سکتا ہے اگر انسان با اختیار ہے تو یہ عمل کر نے میں اتنے بڑے مجموعہ
میں جتنے لوگ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ زندگی سو سال اسی سال ستر سال

کی زندگی میں کو ئی ایک کام بغیر خیال کئے کیا جا سکتا ہے تو وہ برائے مہربانی
ہاتھ اٹھا ئیں کو ئی ایک حرکت سو سال کی زندگی سو سال کی زندگی کا اگر
آپ حساب لگا ئیں گھنٹے اور منٹ سیکنڈ اور لمحے کتنے بنتے ہیں کروڑوں تجازب
یعنی اگر انسان کی ستر سال کی زندگی ہے تتو ستر سال کی زندگی میں
کروڑوں عمل کئے ہیںکروڑوں کام کئے ہیں کروڑوںفیصلے کئے ہیں ان کروڑوں
فیصلوں میں سے ان کو ئی ایک عمل آپ بتا ئیجو اللہ کی طرف سے خیال آئے
بغیر آپ کر یں ۔کو ئی ایک بات بھی آپ نہیں بتا سکتے انسان مجبور ہے بحث ہے
انسان وہی کچھ کر تا ہے جو ایسے اوپر سے

feed

کر تا اہے انسان سو تا اس وقت ہے جب اس کے شعور میں یہ بات آجا تی ہے
اگر اب نہیں سویا گیا تو مزید حرکت نہیں ہو گی اسی طرح انسان کھا نے
پرمجبور ہے، پینے پر مجبور ہے،شادی بیاہ پر مجبور ہے جس انسان مجبور ہی
ہے او راس کی اپنی ذات میں ایک عمل بھی ایسا نہیں ہے جس میں وہ

dependentIn

ہو تو یہ کیسی بے وقوفی ہے انسا ن اپنے آپ کو با اختیار سمجھتا ہو اور با اختیار
ہو کر وہ اللہ سے دور ہو رہا ہے حضور قلندر بابااولیا کا ارشاد ہے کہ اگر
انسان اس بات کو سمجھ لے اس حقیقت سے آشنا ہو جا ئے کہ یہاں کو ئی بھی
مخلوق ڈپینٹ نہیں ہے تو مسئلہ حل ہو جا ئے گا تو جب کو ئی مخلوق

Independent

ہے ہی نہیں سب

Dependent

ہے جب

Dependent

ہے تو کس پر

Dependent

ہے وہ اللہ ہے وہ خالق ہے وہ مالک و قل ہے وہ قادر مطلق ہے تو زندگی
گزارنے کے حضور قلندر بابااولیا ء نے دو رخ بتا ئے ایک

Independent

ہو نا یعنی اپنے انا کے خول میں بند ہوکر اندرزندگی گزرتا کبر کرنا ،اقتدار کی
خواہش ہو نا، اپنے آپ کو منوانا، ضد کر نا، بحث کر نا ،فساد بر پا کر نا ،بات تو

یہ ہے کہ اپنے آپ کو منوانا یہ منوانا میں بہ اختیار ہوں یہ سب کا سب حساب
ہے اور یہ طرز عمل کہ ہم اپنی نزدگی میں با ختیار بھی اسی وقت ہے اب اللہ
تعالیٰ نے ہاتھ دئیے اس ہاتھ کو ہم کس طرح استعمال کرتے ہیں اگر اس کو آپ
یہ کہیں گے صاحب اس میں ہم با اختیار ہیں اس میں خیال آتا ہے خیال کہتے ہیں
آپ کے اندرایک حرکت ہو تی ہے ایک مقنا طیس کام کر رہا ہے اس کے تحت آپ
کام کر رہے ہیں اب اللہ تعالیٰ نے آپ کے اختیار ات کو دو رخ دے کر اچھا ئی اور
برا ئی کا تصور کیا اچھا ئی اوربرا ئی کو ئی چیز نہیں ہے کتنے پیغمبر علیہم
الصلوٰ ۃ والسلام تشریف لا ئے ان کی تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ انہوں نے انسان
کے اندر اچھا ئی اور برا ئی کا تصور منتقل کیا لیکن یہاں اس دنیا میں کو ئی کام
نہ اچھا ہے نہ برا کو ئی کام اچھا ہے تو اچھا برا ہے تو برا اصل میں اچھا ئی اور
برا ئی کا مطلب ہے اس عمل میں کو عمل آپ آسمان سے آئے ہو ئے خیالات کے
تحت انجام دے رہے ہیں اس کے معنی کیا پہنا رہے ہیں ایک آدمی تھپڑ مارتا ہے
دوسرے آدمی کے اصلاح کے لئے خیر ہے دوسرا آدمی دو سرے کے اتنی زور سے تھپڑ
مارتا ہے نفرت ہی صیحح حقارت سے ہی عمل ایک ہے تھپڑ
مارنا چوٹ لگنا اس میں کو ئی فرق نہیں ہے دونو ں حال میں چوٹ لگے گی
لیکن یہ عمل خیر اور عمل شر بھی اسی وقت تک ہے جب تک آپ کے اندر زندگی
دوڑ رہی ہے ہاور زندگی کے بارے میں کو ئی اختیار ہی نہیں ہے زندگی ہے
کیااس بات سے کو ئی واقف ہی نہیں ہے زندگی کیا ہے ؟اب کہتے ہیں زندہ ہے
حرکت ہے ہر طرف آدمی چل رہا ہے ،پھر رہاہے ،کا روبار کر رہا ہے، بیاہ کر
رہاہے ،بچے کر رہا ہے نئی نئی ایجادات کر رہا ہے وغیرہ وغیرہ لیکن ابھی تک
یہ بات طے نہیں ہو ئی زندگی ہے کیا؟ زندگی کچھ نہیں ہے زندگی صرف اللہ
تعالیٰ کی جان ہے کہ جب تک اللہ تعا لیٰ میرے لئے ،آپ کے لئے ،بقر کے لئے ،زید
کے لئے یہ چاہتے ہیں ہکہ اس کے اندر حرکت رہے تو ہم سب زندہ ہیں او جب
اللہ تعالیٰ نہیں چا ہتے اللہ تعالیٰ زندہ رہے روز آپ دیکھتے ہیں کتنی دنیا پیدا ہو
ئی اور مرگئی جتنی دنیا اب ہے مر جا ئے گی ہبعد میں جتنی دنیا پیدا ہو گی اس
ہستی سے معبود ہے اللہ کی زمین پر اس کا وجود نہیں رہے گا تو روحانی
لوگوں کے لئے خصوصاً سالک لوگوں کے لئے، تصوف کے راستے پر چلنے والے لوگوں
کے لئے ،عظیمی بہن بھا ئیوں کے لئے اور جو خود شنا سی کے ساتھ ساتھ بلاشناس
ہو نا چا ہتے ہیں ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی زندگی کا تجزیہ کر یں اپنے
اندر تلاش کر یں کیا واقعہ آپ با اختیار ہے کیا زندگی کے کسی بھی لمحے میں آپ
کا اختیار عمل کر رہا ہے جب آپ سو چیں گے تو ایک ہی بات سمجھ میں آئے گی
ہوہی اختیار آپ کوملے گا اب اختیار کیا ہے اللہ کا چاہنا ہے ہاور جب اللہ کا چا
ہنا ہی ساری زندگی ہے تو اللہ کے اوپر پوری زندگی اللہ کے سپرد کر دیں کر
یںاور اللہ کے ساتھ سپردگی ہی روحانیت ہے اللہ کے ساتھ خود کو وابسطہ کر نا
ہی روحانیت ہے ،اللہ کے ساتھ معاملات کو سمجھنا ،اللہ کے علوم کو
سیکھنا ،اللہ کے اوصاف کو تلا ش کر نا اپنے اوپر زمین پرزمین کے اندر

آسمانوںپرکا ئنات پر یہ سب روحانی رستے پر چلا نے کے لئے اسباق ہیں ا نسان کے
اندر اگر تفکر نہیں ہو گا انسان اگر خود کو اللہ کے ساتھ

Dependent

نہیں کر ے گا تو اس کی حیثیت جانور کے سے بدتر ہو گی شرف ہو نا تو بہت
بڑی بات اس کی زندگی جانوروں سے بھی بدتر ہو گی حضور قلندر بابااولیاء کے

ارشاد کے مطا بق ہر روحانی مسافر کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر

Independent

زندگی کواپنے اوپر مثلت نہ ہو نے دے

Dependent

زندگی اور اللہ کے ساتھ

Dependent

ہو کرزندہ رہے لیکن کیوں کہ وہی بات ہے اللہ تعالیٰ سامنے نہیں ہے سامنے
پرو مر شد ہے رسول اللہﷺ کی تعلیمات ہیان تعلیمات کے مطا بق خود کو اس
طرح ڈھال لیں اس تعلیمات میں کی طرز فکر میں اس کی اپنی ذات بھی
ہے ،مسلمان ہو نے کے لئے شرف ہے کلمہ پڑھنا لا الہ الامحمدرسول اللہ اب
اس بعد تر جمہ نہیں کو ئی معبود مگر اللہ کے کیا مطلب ہوا اس کا لا الہ...
نہیں کو ئی معبود مگر اللہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ذہنوں میں جو معبود
کا تصور ہے ہم اپنی ذات کی معارفیت عبادت کا جو مظا ہرہ کر تے ہیں وہ ہم
اس کے پیچھے ہیں لا اللہ ...ہم جس کو معبود جا نتے ہیں وہ معبود ہے یہ ہم
نیت خاندانی روایات کے مطا بق،شعوری وسوسوں کے مطا بق جس طرح خدا
تلاش لئے ہیں اس خدا کی پہلے نفی کر یں جب تک آپ اپنے بنا ئے ہو ئے معبودوں
کی نفی نہیں کریں گے آپ ایک خدا کو تسلیم نہیں کر سکتے لا اللہ ...نہیں کو ئی
معبود یعنی شعوری اعتبار سے جس خدا کو ہم خدا جا نتے ہیں ہم اس کی نفی
کرتے ہیںالااللہ...مگر واحد ذات اللہ کو ایک مانتی ہے اپنی نفی کر نا بھی

Dependent

ہو نا بھی لاالہ اللہ ...یعنی رسول اللہﷺ جو اللہ کے قاصد ہیں جس طرح اللہ
کے قاصد نے اللہ کے محبوب بندے نے اللہ کا تعارف کروایا اس کو تسلیم کر تے ہیں
اور جس طرح شدو سرے بندوں نے اللہ کو تعارف کر وایا اس کی نفی کر تے ہیں
الا الہ اللہ ...شعوری اعتبار سے آپ کتاب کو تسلیم کر تے ہیں تو حقیقی خدا کو
تسلیم کر نے لکے لئے شعوری خکدا کی نفی کر نابھئی مجھے بتا دیں مجھے وقت
کتنا دیا ہو گیا اب یہ کہتے ہیں پا نی پیئے تقریب ہے دودگ ہی پلا دیتی تو مقصد

یہ ہے کہ کسی روحانی طلبۂ علم کو طلباء اور طلبات کو یہ بات ذہن نشین کر
نی ہے جب تک

Dependent

زندگی اختیار نہیں جا ئے گی تب تک آدمی روحانی علوم نہیں سیکھئے گا ابھی وہ
تذکرہ ہو رہا تھا کہ ہی سوال جواب میورکشاپ میں استاد کہتا ہے الف بچہ
کہتا ہے الف تو استاد جب کہتا ہے الف تو بچے کو پتا نہیں ہو تا الف کیا چیز ہے
تو انہوں نے کہا یہ کھڑی لکیر الف ہے لیٹی ہو ئی لکیر ب ہے اگر بچہ
Dependent

نہ ہو تو وہ الف کو کبھی الف کہے گا ہی نہیں یعنی کو ئی بھی علم سیکھنے کے
لئے لازم ہے کم کہ آپ استاد کے سامنے با لکل غیر جا نب دار ہو جا ئو اپنی ذات
کی نفی کر تے ہیں اگر آپ اپنی ذات کی نفی نہیں کر یں گے آپ علوم نہیں
سیکھ سکتے تو جب دنیاو ی علوم نہیں سیکھ سکتے تو رحمانی علوم کیسے
سیکھیں گے ۔تو ضروری ہے کہ انسان اس دنیا میں رہتے ہو ئے کسی روحانی
انسان کے بارے میں بات کر تا ہوں وہ اپنی زندگی کے تمام عوامل اپنے خیالات
اپنے تصورات اور اپنے احساسات کے ذمہ دار خود کو نہ سمجھیں اس لئے وہ عمل
اس وقت کر ے گا جب اللہ کی طرف سے اسے کوئی خیال آئے گا اللہ کی طرف
سے اس کو خیال ہی نہیں آئے گا وہ عمل کیا کر ے گا ۔تو یہاں سب کچھ اللہ ہے
پھر ایک آیت میں آپ کے سامنے پرھتا ہوں اس پر غور فر ما ئیں ورسقون ...اور
وہ لوگ جو علم میں مکمل ہو جا تے ہیں جو حقیقی علم حاصل کر لیتے ہیں اور
ان کا ذہن حقیقی علم کو قبول کر لیتا ہے ان کو الہیٰ علوم قبول کر نے کا

pattern

بن جا تا ہے یقلون ...وہ کہتے ہیں امنا بی ھی...ہمارا یقین ہے ہم اس بات پر
ایمان رکھتے ہیں یہاں کو ئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو آزاد ہو خود مختار ہو
ہر اللہ کی طرف سے قولون...اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا انعام ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے ہمیں سعید روحوں میں شامل کیا وہ اس لئے کہ یہ اتنی دور داز سے آنا
راتوں کو جاگنا سردی میں بیٹھنا یہ سرف سعید روحیں ہی کر سکتی ہیں گھر
سے بے گھر ہو نا حضور قلندربابااولیا ء نے فرما یا وہ کہتے تھے کہ پیرومر شد
اپنے تصارف سے محنت سے نسبت سے مرید کو دھوکر صاف کر کے اجلا کرکے جو
روشنیاں اس کے اندر منتقل کر تا ہے مرید اگر ایک منٹ کا غصہ کرے تو تین سال
رو شنیاں ختم ہو جا تی ہیں اور مر شد کا سب سے بڑا کام جو وہ یہی ہے کہ
وہ بار بار مر ید کے اندر کثافت کو دھو تا ہے رو شنیاں منتقل کر تاہے اورمرید
ایک منٹ کے غصے سے وہ رو شنیاں ضائع کر دیتا ہے ۔مرید بھی نہیں تھکتا پیرو
مرشد بھی نہیں تھکتا اگر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو تی ہے تو کام بن جا
تا ہے ورنہ اسی صفائی ستھرائی میں یقین مر جا تا ہے وہ مرید ہو جا تا ہے ایک

منٹ کا غصہ تین سال کی لطیف رو شنیوں کو کھا جا تا ہے ہولقزون...اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں جو غصہ کر تے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے محبت ہی نہیں کر تا یہاں
صورت حال یہ ہے کہ غصہ کے علاوہ کچھ ہے ہی نہیںشوہر بیوی پر غصہ کر
رہا ہے، بیوی شوہر پر غصہ کر رہی ہے ،اولاد ماںباپ سے ناراض ہے ،ماں باپ
اولاد سے نا راض ہیں دو سری کمزوری جواولاد کو نا پسند یدہ ہیں اور جو رو
حانیت کے لئے سب سے نا قابل ہے وہ اقتدار کی خواہش ہے ہر آدمی اپنا اقتدار
چا ہتا ہے ہر آدمی کرسی کے چکر میں ہے یعنی اگر مسجد کا سکیوڑ ی بھی
بن جا ئے نہ وہ اس کر سیکھ بھی نہیں چھوڑتا لاکھوں رو پے خرچ کر کے مسجد
کی ہی کرسی حاصل کر لیتا ہے کہ چٹی تو بنا دو ں بھا ئی اقتدار کا خواہش مند
آدمی آپ یا د رکھیں اور اپنے ذہنوں سے یہ بات نکال دیں اقتدار کا خواہش آدمی
کب بھی رو حانی نہیں بن سکتا وہ اپنا وقت ضائع کر رہا ہے میں نے سلسلے میں
بھی یہ بات دیکھی ہے ذرا سا نگہبان بن جا ئیں تو پتا نہیں کیا چیز مل گئی ان
کو ذرا سی کو ئی ذمہ داری ہو ان کے سر پر تو کہتے صاحب ہماری تو بات ہی
نہیں مانی گئی نظام چلا نا الگ بات ہے اقتدار کے خواہش الگ بات ہے جو لوگ
اقتدار کی خواہش کر تے ہیں وہ دنیا میں چند آدمی تو اکھٹے کر سکتے ہیں ہاتھ
پیر تو چنوا سکتے ہیں رو حانی میں اور تیسری بات حضور قلندر بابااولیا ء نے
فرمائی جنس کا غلبہ اگر کسی عورت کے اوپر کسی مر دکے اوپر جنس غالب ہے
یعنی وہ اقتدار سے ہٹ گیا ہے وہ بھی کبھی روحانی نہیں ہو سکتا اب یہ تین
کمزوریاں ایسی کمزرویاں ہیں یہاں جتنے بھی لوگ بیٹھے ہو ئے ہیں میرا خیال
ہے کو ئی ایک بھی ایسا نہیں ہو گا جب میں کرو پیشی کمزوریاں نہ ہوں سب
سے خطر ناک چیز تو غصہ ہے کسی رو حانی آدمی کو غصہ نہیں آتا حضرت علی
کا آپ نے واقعہ سنا ہو گا کہ ایک غیر مسلم سے لڑا ئی ہو گئی حضرت علی نے
اس کو گرا دیا اور اس کے سینے پر بیٹھ کر سر قلم کر نا چا ہا رہے تھے تلوار سے
کہ اس نے حضرت علی کے منہ پر تھوک دیا حضرت علی نے اس کو چھوڑ دیا اور
کھڑے ہو گئے اس نے کہا اب تو آپ کو قاتل کر دینا چا ہئے تھا تو انہوں نے کہا
نہیں میں تجھے غصہ کے تحت قتل نہیں کر نا چا ہتا میرے سے تیری لڑا ئی اللہ
کے لئے تھی اب جب تو نے میرے اوپر تھوک دیا مجھے غصہ آگیا غصہ میں میں تجھے
قتل نہیں کر تا اتو یہاں سے چلا جا وہ آدمی اس بات پر مسلمان ہو گیا رسول
اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر غورفرمائیں کہیں بھی غصہ آپ کو نظر نہیں آئے گا
کیسے وہ پرندے جس میں آپ ﷺ کے چچا کا کلیجہ چبا یا جب وہ اسلام میں داخل
ہوا اس کو بھی حضور نے مسلمان کر دیا مکہ میں کتنی حضور کو اذیتیں دی گئی
کا نٹے بچھا ئے گئے سجدے کی حالت میں اونٹ کی اوج رکھی گئی گر دن کے اوپر با
ئی کاٹ کر دتا گیا کھا نا پینا بند کر دیا گیا مکہ شہر سے ہجرت پر مجبور کر دیا
گیا لیکن جب مکہ میں فتح کی حیثیت سے حضور داخل ہو ئے تو تاریخ خاموش ہو
گئی کہ کیسے بتا ئیں کہ ایک قطرہ خون کسی کانہیں بہا سب کو معاف کر دیا
جو خا نہ کعبہ کے اندر ہیں اس کو معاف ،جس ن گھر کا دروازہ بند کر لیا وہ

معاف ،جو کیسی چھجے کے نیچے کھڑا ہو گیا وہ معاف جو کھڑا ہو ا اور اسلامی
فو جیں اندر داخل ہو ئیں وہ بیٹھ گیا وہ معاف ،کیسا ستم ہے یہ کیا رسو اللہﷺ
کی امت ہونے کا دعویٰ کر تے ہیں جہاں غصے کا کو ئی نام ہی نہیں ہے معافی
ہی معافی رحمت ہی رحمت امت کا یہ حال ہے کہ کو ئی گھر ایسا نہیں ہے جو
غسے سے خالی ہو ہر گھر میں لڑا ئی فساد لڑا ئی فساد غصہ اقتدار کی
خواہش جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا اور ان کی امت وہی کام کرے گی تو
رسول اللہﷺ کو ان سے کیسے قربت حاصل ہو گی تو روحانی آدمی کے لئے پہلی
بات یہ ضروری ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہواپنے اوپر جتنا بھی جبر کر نا پڑے
غصے سے خود کو آزاد کر دینا چا ہئے اور دوسری بات یہ ہے کہ اقتدار دکہ
خواہش ہو سلسلے میں اگر اللہ تعالیٰ کو ئی مقام عطا کر یں تو اس کو حق نہ
سمجھا جا ئے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز سمجھا جا ئے عزت سمجھا
جا ئے اور اس اعزاز کی عزت افزائش یہ ہے کہ آپ اس طرح اپنے آپ کو پیش کر
یں کہ آپ کو کچھ کہنا نہ پڑے لوگ آپ کو دیکھ کر آپ کے ذہن کو سمجھ لیں آپ
کے مطا بق اگر غصہ اپ نے کیا غصہ رو حانیت کے خلا ف ہے تو کبھی آپ کامیاب
نہیں ہو نگے آج کی مجلس میں یہ طے کر کے اٹھنا ہے کہ اللہ کے بھروسے پر کو
ئی آدمی ارادہ کر تا ہے جدوجہد کر تا ہے کو شش کر تا ہے اللہ تعالیٰ اس کی
مدد فرما تے ہیں خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں وعدہ فرمایا ہے ولذین جھا دو
...کہ جو لوگ جدو جہد کر تے ہیں کو شش کر تے ہیں اپنے آپ کو بنا نے کی الہیٰ
نظام کے تحت خود کو ڈھا لنے کے لئے عمل کر تے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم
کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدا یت بخشتا ہے ان کے لئے راستے کھول دیتا ہے
ان کے لئے وسائل فراہم کر تا ہے آپ جدو جہد کر یں کو شش کر یں اور ان تین
با توں کو ہمیشہ سامنے رکھیں غصہ نہیں کر یں اقتدار کی خواہش نہیں کر نی
اور احترام کی زندگی گزارنی ہے انااللہ لا یحب ...اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے بھی
محبت نہیں کرتا جو اتعدال سے اور توازن سے ہٹ کر زندگی گزارتے ہیں اتعدال
اور توازن کو ئی ایسی بات نہیں ہے اس کو سمجھانے کی بات ہے اتعدال اور
توازن یہ ہے آپ کا ضمیر مطمئن ہو اتعدال اور توازن یہ ہے کہ آپ کے اندر خود
نمائی نہ ہو، اتعدال اور توازن یہ ہے کہ آپ کے اندر کبر نہ ہو، اتعدال اور توازن
یہ ہے کہ جوآپ اپنے لئے چا ہئیںوہ اپنے بھا ئیوں کے لئے چا ہئیں ، اتعدال اور توازن
یہ ہے کہ دین اور دنیا کو بیلنس کر یں ،اللہ تعالیٰ اس کو بھی پسند نہیں کر تے
کہ آپ کھا نا نہ کھا ئیں کپڑے نہ پہنے گھر نہ بنائیں تو پھر تو دنیا کے بنا نے کا
مقصد ہی صاف ہوجا ئے گا ۔اگر آدمی کھا نہ نہیں کھا ئے گا کپڑے نہیں پہنے گا
گھر نہیں بنا ئے گا پھر دنیا دنیا پھر کیا ہو ئی اللہ تعالیٰ نے یہ جو رو نق لگا ئی ہے
اللہ تعالیٰ نے روئی اس لئے بنا ئی کہ پڑا بنے ، اللہ تعالیٰ نے رشم اس لئے بنایا کہ
پڑا بنے ، اللہ تعالیٰ نے لووم اس لئے پیدا کی کہ آپ اس سے اپنا بہترین لباس بنا
ئیں، اللہ تعالیٰ نے زمین پر وسائل اس لئے پھیلا ئے کہ آپ ان سے آرام و آسائش
حاصل کر یں وسائل کونہ استعمال کر نا بھی نا شکری ہے کفرانِ نعمت

ہے ،ولقد اتنا لقمن حکمت ...حضور قلندر بابااولیا ء نے اس آیت کی تشریح میں
اور تفصیل میں بیان فرمایاہم نے لقمان کو حکمت دی ولقد اتنا...اب اس کا مزید
ترجمہ تو یہ ہے کہ ہمارا شکر ادا کر یں لیکن لقمان اللہ کی دی ہو ئی نعمت پر
تسبی لیکر بیٹھ جا تے ہزار دانے کی اور یہ کہتے یا اللہ تیرا شکر ہے، یا اللہ تیرا
شکر ہے ،یا اللہ تیرا شکر ہے کیا انعام و اکرام اور حکمت کا تقاضہ پو را ہو جا تا
؟شکر سے مراد یہ ہے کہ جو نعمت آپ کو حاصل ہے آپ اس کو استعمال کر یں
ولقد اتنا ...ہم نے لقمان کو حکمت دی تاکہ وہ استعمال کر ے اپنے لئے اور لوگوں
کے لئے اور لقمان علیہ السلام نے اللہ کی دی ہو ئی حکمت کو استعمال کیا اللہ
تعالیٰ فرما تے ہیں کہ جو نعمت اللہ تعالیٰ عطا کر تے ہیں اس لئے عطا کر تے
ہیں لوگ اسے استعمال کریں اس سے استفا دہ کر یں اور جو لوگ اللہ کی نعمت
سے استفا دہ کر تے ہیں اس صورت سے انہیں فا ئدہ پہنچتا ہے مستفیض ہو تے
ہیں آرام و آسائش منا سب ہو تے ہیں اور جو لوگ اللہ کی نعمت کو استعمال
نہیں کر تے وہ محروم رہتے ہیں اب میرے پاس ایک شال ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے
عطا کی اب میں سر دی میں جھجھک رہا ہوں اورشال استعمال نہیں کر رہا اور
اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوں یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے مجھے شال دی یا اللہ تیرا
شکر ہے تو شکر کا مطلب ہی استعمال کر نا ہے حضور قلندر بابااولیا ء فرما تے
ہیں اللہ کی نعمت کو اس طرح استعمال کرو کہ تمہارا ذہن اللہ کہی طرف جا
ئے ولقد اتنا لقمان...کہ ہم نے لقمان کو حکمت دی اس لئے تا کہ وہ ہمارے لئے
ہماری خوشی کے لئے اس کو استعمال کرے اگر آپ دنیا بیزار ہو جا ئیں گے تو دنیا
میں کا رو بار نہیں کریں گے تو دنیا تو اندھیر ہو جا ئے گی۔اللہ تعالیٰ دنیا کو
اندھیر نہیں کر نا چا ہتے ۔اللہ تعالیٰ دنیا کو اندھیر کر نا چا ہتے دنیا میں اتنے
وسائل پیدا کر نے کی کیا ضرورت تھی نئی نئی ایجا دات جو ہو رہی ہیںاس کی
کیا ضرورت ہے اللہ تعالیٰ یہ چا ہتے ہیں جو نعمتیں دنیا میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو
عطا کی ہیں اس کو بھر پور انداز میں استعمال کریں لیکن یہ ذہن میں رکھیں
کہ یہ نعمت اللہ کی طرف سے ہے ہماری ملکیت نہیں ہے ہمارا ذاتی تصورف
اس کے اوپر کچھ نہیں ہے اللہ نے دی ہے اس لئے ہم استعمال کر رہے ہیں تو
اللہ کی دی ہو ئی جو بھی نعمت آپ اللہ کے لئے استعمال کر تے ہیں اس سے
اللہ راضی ہو تا ہے اس سے اللہ خوش ہو تا ہے اور اللہ کی دی ہو ئی نعمت
کو آپ اگر اپنی ذاتی ملکیت سمجھ کر استعمال کر تے ہیں تو اللہ اس سے
خوش نہیں ہو تا آپ اللہ کی نعمت کو ذاتی ملکیت سمجھ کر استعمال کر تے
ہیں اس کا فا ئدہ بھی آپ کو حاصل ہو گا ۔آپ اللہ کی نعمت کو اللہ کی
ملکیت کے تصور سے استعمال کر یں اس کو آپ کو خود فا ئدہ ہو گا ۔اب
دوسری بات تین با تیں تو میں نے آپ کو اقتدار کی بتا ئیں جو بھی کچھ یہاں دنیا
میں ہے آپ اس کو بھر پور انداز میں استعما ل کر یں لیکن ذہن میں اللہ نے
ہمیں دئیے ہیں استعمال کر نے سے اللہ خوش ہو تا ہے اس لئے ہم استعمال کر
تے ہیںپانچویں بات یہ ذہن نشین ہو نی چاہئے کہ انسان روحانی تر قی اس وقت

تک نہیں کر سکتا جب تک وہ شعور کے خول میں بند ہے۔اس لئے کہ روحانیت
لامحدود نہیں ہے شعور کا مطلب ہے لا محدودیت لا محدودچیز حاصل کر نے کے
لئے آپ کو محدودیت کے دائرے سے نکلنا ہو گا جب تک محدودیت کے دا ئرے سے
آپ قدم باہر نہیں نکا لیں گیلا محدود دائرے میں داخل نہیں ہو سکتے ایک
روحانی آدمی کو یہ سمجھنا چا ہئے اس کی سوچ اس کی فکر محکوم وہ
شعوری اعتبار سے سونے چاندی کے ذخیروں میں گم نہ ہو وہ شعوری اعتبار سے
محض دنیا کو اپنا مقصد نہ بنا ئے وہ شعوری اعتبار سے ات نا گمراہ نہ ہو جا ئے
کہ فران شداد اور نمرود کی اوصاف اس کے اندر داخل ہو جا ئیں ہر انسان کو
اللہ تعالیٰ نے لا محدود بنا یا ہے روح جو آپ کے اندر کام کر رہی ہے وہ لامحدود
ہے اور آپ کا وہ مادی وجود یہ بھی ہمیں سوچنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہو ئی
نعمتوں سے پو ر ہمیں بھر پو ر استفا دہ کرنا اور اللہ کی دی ہو ئی نعمتیں
سمجھ کر اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی اور ناصر ہو آپ سب حضرات کا بہت
شکریہ آپ یہاں اتنی دور دراز سے تشریف لا ئے یہاں مرکزی مرا قبہ ہال کے
بچوں نے خواتین نے حضرات نے آپ کے آرام و آسائش کے لئے اپنی طرف سے بہت
سے پرو گرام بنا ئے بہت سارا انہوں نے کام کیا یہ عرس کا جو مہینہ ہوتا ہے تو
اس کی تیاری اگست کے آخری سے شروع ہو جا تی ہے ستمبر،
اکتوبر ،نومبر ،دستمبر اور بیس جنوری اس کا مطلب ہے کہ چار ماہ بیس روزآپ
کے عظیمی بہن بھا ئی جو کرا چی سے متعلق ہیں اور جن کی خدمات مرکزی
مرا قبہ ہال کے وہ آپ کے آرام و آسائش کے لئے آپ کو خوش کر نے کے لئے چار
مہینے بیس دن رات دن محنت کر تے ہیں آپ لوگ تشریف لا ئے تجزینو آرائش سے
بھی آپ کوخوشی ہو پھول دیکھ کر بھی آپ کی رو ح میں سرور داخل ہو انتظام
دیکھ کر بھی آپ خوش ہوں اور یہ بات بھی ہمارے پیش نظر رہتی ہے کہ ساری
دنیا کے مرا قبہ ہال کے نگہبان صاحبان اور ذمہ دار سلسلہ کے حضرات بھی
تشریف لا تے ہیں تو ہم یہ چا ہتے ہیں آپ اپنے مر کز میں آکر یہاں کی صفا ئی
ستھرائی انتظام و انحصام آرام و آسائش کی جو ضرویات ہیں اس کو آپ دیکھیں
تعریف ہی نہ کر یں بلکہ ایک ہماری بہن ہیں اس نے بڑی تعریف کی بڑا انتظام
ہے بڑی صفا ئی ستھرا ئی ہے بڑا تو میں نے کہا میرا خیال ہے تم پا نچ چھ دفعہ
تعریف کر چکی ہو تو اس سے مجھے کیا خوشی ہے تعریف تم کر رہی ہو مجھے
بھی نظر آرہا ہے صفا ئی ستھرا ئی ہے۔تعریف کی بات یہ ہے جو چیزیں آپ کو
یہاں اچھی لگیں آپ اپنے یہا ں اس کا اہتمام کر یں مرکزی مرا قبہ ہال میں جو
چیز دیکھنے اور سمجھنے کی اور سبق حاصل کر نے کی ہے وہ یہ ہے کہ حضور
قلندر بابااولیا ء کے فضل و کر م سے یہ سارا کام ٹیم ورک ہیں صفا ئی والے صفا
ئی کر تے ہیں ،بجلی والے بجلی لگاتے ہیں ،کر سی والے کر سی بچھا تے
ہیں ،لنگر کھلا نے والے لنگر کھلا تے ہیں ،پکا نے والے پکا تے ہیں ایک ٹیم ورک ہے
تو یہ ٹیم ورک بڑی جدوجہد اور کو شش کے ساتھ بار بار میٹنگ کرنے کے بعد عمل
میں آیا ہے خصوصاً وہ افراد جو مراقبہ ہال کے انچارج صاحبان ہیں یا جنہیں

سلسلہ کی ذمہ داریاں سوپی گئی ہیں وہ اپنے شہروں میں اس بات کی کو
شش کر یں ٹیم کے ساتھ خود کام کر یں سلسلہ عالیہ عظیمیہ دراصل ایک قافلہ
ہے قافلہ میں چند لوگ نہیں ہو تے قافلے کا مطلب یہی ہو تا ہے کہ اس میں ہر
طرزفکر کا آدمی موجود ہو تا ہے قافلہ میں مو چی بھی ہو تا ہے ،درزی بھی ہو
تا ہے کار پینٹر بھی ہو تا ہے ،معلم بھی ہو تا ہے ہشا گر د بھی ہو تا ہے نان
وائی بھی ہو تا ہے ،یعنی زندگی میں کام آنے والے جتنے بھی لوگ ہیوہ سب
قافلہ میں شریک ہو تے ہیں قافلہ سردارکی یہ ذمہ داری ہے کہ جو بھی سب
سے آگے ہو تا ہے لیکن اسے اپنے آگے ہی نہیں دیکھنا ہو تا ہے پیچھے زیادہ دیکھنا
ہو تا ہے اگر قافلہ میں سے لوگ نکلنا شروع ہو گئے اور قافلہ سالا ر نے اس
طرف تواجہ نہیں کی تو نہیں کہا جا سکتا کہ قافلہ منزل پر پہنچے تو سو آدمی
میں سے دو ہی رہے جا سکتے ہیں تو سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے نگہبان صاحبان
کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ذہنو ں سے اقتدا ر کی خواہش کو نکال دیں دو
سرے لوگوں پر اعتماد کر نا سیکھیں اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے ایک
سسٹم ہے ایک آدمی تندور پر روٹی بھی لگا ئے سالن بھی پکا ئے بازار سے گو شت
بھی خرید کے لا ئے ،بچوں کو تعلیم بھی دے ،علاج بھی کر ے تو یہ ممکن نہیں ہے
اگر یہ ممکن ہو تا تو اس دنیا پرگروہوں سسٹم نہیں ہو تا یہ دنیا یہاں کی دنیا
ہو یا غیب کی دنیا یہ وہی سسٹم قائم ہے مثلاً اگر ہم فرشتوں کے اوپر نظر
ڈالتے ہیں تو فرشتوں کے بھی بے شمار گرہوں ہیں ملا ئکہ انصری ،ملا ئکہ
عرضی ،ملا ئکہ سماوات ،ہم لا نے عرش ،گروہ جبرائیل گروہ میکا ئیل، گروہ
اسرافیل ،گروہ اعزائیل بے شمار گرہوں فرشتوں کے ہیں جن کے ذمہ الگ الگ
ڈیوٹیاں ہیں کسی گرہوں کی ذمہ داری ہوا کے اوپر ہے کو ئی گر وہ با رش کے
سربراہ ہے ،کو ئی گروہ علم کاسربراہ ہے جب سارا نظام ہی تینورک تو ایک
آدمی ہر کام نہیں کر سکتا یہ بھی لوگوں کے ذہن میں خیال آتا ہے اور یہ میں
اس لئے عرض کر رہا ہوں میرے بھی ذہن میں یہ خیال آتا تھاپہلے کہ میں نے اپنا
کام دوسروں کے سپرد کر دیا تو میری کیا حیثیت رہے جا ئے گی یعنی میری حیثیت
کم ہو جا ئے گی میں نے اپنا کام دوسرو ں کے سپرد کر دیا اپنے قائم مقا م دس
بیس نہیں تو دو چار آدمی ضرور چھوڑنے ہیں اگر اس طرح نہیں کیا گیا تو
سلسلہ آگے نہیں بڑھے گا ہآپ کے درخت سے آپ کھا ئے جا تے ہیں ہلیکن اگر آپ
کی گٹھلی کو زمین میں نے ڈبایا جا ئے تو دنیا سے آپ ختم ہو جا ئے گا ہ آپ ایک
فرد ہے ایک تشخص ہے جیسے انسان ایک فرد بھی ہے ایک تشخص بھی ہے آپ
کی گٹھلی خود آپ ہے گٹھلی جب زمین کے اندر جا تی ہے جب تک آپ کی گٹھلی
اپنے وجود کو نسب و نابود نہیں کردیتی دو سرا آپ کا درخت زمین پر نہیں
اُگتااسی صورت سے عالیہ عظیمیہ کے ارکان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس دنیا کو
چھوڑنے سے پہلے خود کو زمین کے اندر دفن کرکے نسبت و نابود کردے تا کہ ان
کی جگہ ایک دو تین چار درخت اور ہوں اس کا بھی ایک سلسلہ پھیلا ئے گا کسی
دو سرے آدمی پر اعتماد کر نا اس طرف اشارہ نہیں ہے کہ آپ کی عزت کم ہو

جا ئے گی آپ کو دوسرے لوگوں کو آگے بڑھا نا ہے میری جدو جہد اور کو شش ہے
کہ میں جب تک بھی یہاں ہوں اپنے قائم مقام لوگوں کو تیار کر وں تقریر میں
تحریر میں تصنیف میںاور سلسلہ عالیہ عظیمیہ کی ترویج اورتر قی اور طرز فکر
کی تبدیلی بھی انشا اللہ آپ دیکھیں گے نئے نئے کتا بیں بھی لکھے گے نئے نئے لوگ
تقریریں بھی کر یں گے اس لئے کہ ورک اپنی نفی کر کے دوسرے لوگوں کو آگے
بڑھنا ہے میری جدو جہد اور کو شش ہے کہ میں جب تک بھی یہاں ہوں اپنے
قائم مقام لوگوں کو تیار کر وتقریر میں تحریر میں تصنیف میں انشا اللہ اب آپ
نفی کر نے میں ظاہر ہے اقتدار کی خواہش کو ٹھیس پہنچتی ہے دوسرے لوگوں
کو آگے بڑھا نے میں اپنی ذات کی نفی ہو تی ہے بہت ساری باتیں بر داش کر نی
پڑھتی ہے غلط بتا ئیں بھی ہو تی ہیں وہ بھی بر داش کر نی پڑھتی ہیں۔
غلطیاں کر نے کا موقعہ نہیں دینگے تو ان کی اصلاح کیسے ہو گی اگر ہم اپنے
چھوٹوں پر ذمہ داریاں نہیں ڈالیں گے نہ وہ نقصان کر یں گے نہ وہ آئندہ نقصان
سے بچ سکیں گے ہر نیا بچہ جو زمین پر پیدا ہو تا ہے سارے کا م فائدہ کے نہیں
کر تا جتنا زیادہ وہ نقصان کر تا ہے اسی حساب سے اس کا ذہن بنتا ہے اسی
حساب سے اس کی عقل میں اضافہ ہو تا ہے اسی حساب سے وہ با شعور کہلا
تا ہے لہذا ضروری ہے کہ ذمہ دار حضرات اپنے چھوٹوں کو آگے بڑھا ئیں میرے
مرشد حضور قلندر بابااولیا ء کے مر شد حضرت عبد الفیض قلندر سہوردی
صاحب نے مجھ سے فرمایا تھا میں تمہیں ایک نصیحت کر کے جا رہا ہوں اس کو
ہمیشہ یاد رکھنا فرمایا تھا کہ روحانی آدمی کی یہ ڈیوٹی ہے اگر وہ اوپر ہے تو
نیچے والے کو کھنچے اوپر نیچے والوں کی یہ ڈیوٹی ہے اگر ان کا کو ئی بھا ئی با
صلاحیت ہے یا نہیں ہے اس کو اگر 'اوپر کھنچا جا رہا ہے تو وہ یہ نہ سوچے کہ
میں اوپر کیوں نہیں گیا میں اس کی پش کر دینا چا ہئے اور یہ سلسلہ جب قائم
ہو جا ئے گا ہتو بہت سارے ایسے لوگ جن کی صلاحیتیں کم ہو نگی وہ بھی اوپر
پہنچ جا ئے گے لہذا سلسلہ عالیہ عظیمیہ کی تر ویج اور ترقی کے لئے ضروری ہے
اہر شخص اپنی نفی کر ے ہر شخص کے سامنے ایک ہی بات ہو نی چا ہئے کہ
سلسلہ کی ترویج اور ترقی کس بالکل یہ سوچنا نہیں ہے کہ کس نے وہ عورت
ہو، مر د ہو، کمزور ہو ،طاقت ور ہو اس لئے کہ ہر آدمی کی صلاحیت الگ الگ
ہیںاگر کسی آدمی کی صلاحیت سے اگر آپ کو فا ئدہ پہنچ رہا ہے تو آپ اس کی
ہمت افزائی کر یں ہاس کی تعریف کر یں اگراس کی کو ئی بات بری بھی لگ
رہی ہے تو اس کو برداش کر یں ایک دفعہ کر یں، دو دفعہ، چا ر دفعہ کر ینتو وہ
اس بات کو خود ہی چھوڑ دے گا میرا خیال ہے میں نے آپ کو کافی وقت لے لیا
اور جو حضرات مقالے پڑھنے والے ہیں ان کا بھی تو دل چا ہتا ہو گا ہم بھی
مقالے پڑھیں اللہ تعالیٰ آپ سب کو خوش رکھے آپ تشریف لا ئے آپ کا بہت بہت
شکر یہ اللہ تعالیٰ آپ کو دین دنیا کی تمام نعمتیں عطا کر ے اور سلسلہ کی تر
ویج اور تر قی میں آپ کو ہر ہر قدم پر کامیابی عطا فرما ئے رسول اللہﷺ کی

نسبت عشق سے حضور قلندر باباولیا ء کا فیض آپ اور ساری دنیا پر محیط ہو آمین یا رب العالمین۔ اختتام

۔